Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 03, Issue 02, July-December 2023, PP: 63-80
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v3i2.3631
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

قرآنی فلسفہ قدر و اختیار کا موضوعاتی مطالعہ

Quranic Concept of Predestination(Qadar) and Human Freedom (Ikhtiyaar): A Thematic Analysis

Hafeeza Bano Arain
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic studies, Shah Latif University, Khairpur Mir's. Sindh.
missbano709@gmail.com

Sayeda Aftab khatoon
Lecturer Islamic History, Government girls degree college Gumbat PhD scholar, Shah Latif University Khairpur Mir's. Sindh
sayedaftabkhatoon30@gmail.com

Abstract

The Qur'anic discourse on Predestination (Qadar) and Human Freedom (Ikhtiyar) presents a delicate balance between divine sovereignty and human responsibility. Qadar reflects Allah's absolute knowledge, will, and power over creation, while Ikhtiyar represents human moral agency, accountability, and the capacity to make choices. The Qur'an establishes a dynamic interplay between these concepts, affirming that while all events occur within Allah's divine decree (Al-Qada' wa Al-Qadar), humans remain accountable for their actions. This study explores key Qur'anic themes such as Al-Qada' (Divine Decree), Al-Qadar (Predestination), Al-Ikhtiyar (Free Will), and Tawfiq (Divine Guidance) to analyze how the Qur'an reconciles divine determinism with moral responsibility. The research highlights that Islamic thought does not endorse absolute determinism or radical free will but instead promotes a balanced framework in which human effort and divine will coexist. By examining this relationship thematically, this study underscores the ethical implications of Qadar and Ikhtiyar, emphasizing the necessity of moral responsibility in Islamic teachings.

Keywords: *Sovereignty of Allah, Predestination, free will, Divine guidance, Human responsibility, Balance.*

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1. موضوع کا تعارف

انسان اشرف المخلوقات ہے کیوں کہ عقل و شعور سے نوازا گیا ہے عقل و شعور ہی کی بناء پر آزادیٔ اختیار کا حق دیا گیا۔ آزادیٔ اختیار کا عقیدہ اسلام میں بہت اہم ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لیے زندگی اللہ کا امتحان ہے۔ اس لیے ہر انسان کو اپنے فیصلے خود کرنا ہوتے ہیں، جس پر اللہ انہیں فیصلے کے دن پر محاسب کرے گا۔ القدر یہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے پہلے سے ہی ہر شے کو جان لیا ہے اور کوئی بھی شے اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتی۔ لیکن یہ اس کا مطلب نہیں ہے کہ لوگ جو انتخاب کرتے ہیں وہ اس میں آزاد نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ لوگ کیا اختیار کرنا چاہیں گے۔ قرآن کہتا ہے:

اَلَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّـذِىْ قَدَّرَ فَـهَدٰى [1]

"وہ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا اور اس کی تقدیر متعین کی اور اس کی رہنمائی کی۔"

مسلمان اس آیت کو تقدیر کے عقیدے کے لیے دلائل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

کچھ مسلمان القدر کے اس خیال کو اپنے برے اعمال پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کرتے ہیں کیونکہ برے حالات میں بھی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے یہ منصوبہ بنایا ہو گا تبھی وہ یہ کام کرنے کے لائق ہوئے۔ فیصلے کے دن پر اللہ ہر شخص کی ایمان اور اعمال کا علم رکھے گا، جو زندگی کی کتاب میں درج ہیں ہر فرد کی ایمان اور نامۂ اعمال فیصلے کے دن پر زندگی کی کتاب سے ان کے سامنے پڑھا جائے گا۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ لوگوں کے اعمال کے مطابق انہیں سزا یا جزا دے گا۔ ایمان اور نیک اعمال کرنے والوں کو جزا دے گا اور ان کو سزا دے گا جو ایمان نہیں رکھتے اور برے اعمال کرتے ہیں۔ مسلمان بات چیت میں اکثر "ان شاء اللہ" کا استعمال کرتے ہیں، جس کا مطلب ہے "اگر اللہ نے چاہا تمثال کے طور پر، اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ، میں امتحان میں کامیاب ہو کر اچھی نوکری حاصل کروں گا ان شاء اللہ۔" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بناء محنت کیئے بس بیٹھ کر امید کرتا رہے کہ اللہ کی مرضی ہو گی وہ چاہے گا تو وہ کامیاب ہو گا۔ بلکہ اسے کامیابی حاصل کرنے کے لیئے بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر محنت کے باوجود وہ کامیابی نہیں حاصل کر پاتا، تو وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اللہ کی مرضی نہیں تھی کہ وہ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرے۔ اسے یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ بہت رحیم اور مہربان ہے، یہ اس بات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ اسے کوشش جاری رکھنی چاہیے کیونکہ ایک مختلف لیکن اچھا متبادل مستقبل اس کے لیئے چشم براہ ہے۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن پڑھ کر شریعت کے احکامات سمجھیں اور ہمیشہ اللہ کی مرضی کے پابند رہیں۔

''قرآن سیدنا یوسف علیہ السلام کا واقعہ بتاتا ہے، جو معصوم تھے لیکن انہیں قید کر دیا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے

ساتھی قیدی سے کہا کہ جب وہ رہا ہو تو بادشاہ (مصر کے بادشاہ) سے میرا ذکر کرنا۔ لیکن شیطان نے اس ساتھی قیدی کو ایسا لاپرواہ بنایا کہ وہ بادشاہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھول گیا، اور اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام کئی سال قید میں رہے۔"[2]

یہ واقعہ مسلمانوں کو یہ یاد دلاتا ہے کہ وہ اللہ کی مرضی کے پابند رہیں اور گمراہ نہ ہوں۔ قران مسلمان کو پابند کرتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے انتخاب کرتے ہوئے اللہ کی تعلیمات کو جانے اور اسے اپنی زندگی میں نافذ کرے۔

"یہ مناسب نہیں ہے ایک مومن مرد یا مومن عورت کے لئے کہ اپنے معاملات میں کوئی اور انتخاب اختیار کریں جب کہ اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاملہ طے کر دیا ہو؛ اور جو اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اس نے یقینی طور پر ایک واضح غلط راستے پر قدم رکھ دیا۔[3]

قرآن میں دو پیچیدہ اور باہم جڑے ہوئے تصورات ہیں۔ یہاں ان کی تعاریف کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ قدر (Qadar) ا اِختیار،(Ikhtiyar)

2. قدَر(Qadar)

لغوی طور پر "قدر "(القدر) عربی زبان میں تقدیر، اندازہ، ماپ تول، کسی چیز کی مقدار مقرر کرنا کے معنی میں آتا ہے۔ ابن فارس لکھتے ہیں:

" القاف والدال والراء أصلٌ صحيحٌ يدلُّ على مبلغِ الشيءِ ونهايتهِ ومقداره". [4]

ق، د، ر کے حروف کا اصل معنی کسی چیز کی مقدار اور حد بندی کرنا ہے۔

اصطلاحی طور پر اسلامی عقیدے میں قدر کا مطلب اللہ تعالیٰ کے علمِ سابق اور اس کے تخلیقی نظام کے مطابق ہر چیز کا ایک معین اندازہ رکھنا ہے۔ امام طحاوی کہتے ہیں:

" نُؤْمِنُ بِالقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، وَحُلْوِهِ وَمُرِّهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى". [5]

ہم خیر و شر کی تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، چاہے وہ خوشگوار ہو یا تلخ۔

قدَر سے مراد اللہ کا تمام واقعات، ماضی، حال، اور مستقبل پر علم، ارادہ، اور کنٹرول ہے۔ قرآنی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کوئی بھی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں آتی۔"[6]

"زمین پر یا اپنے اندر کوئی بھی مصیبت نہیں آتی مگر یہ کہ ہم اسے پہلے سے لکھ چکے ہیں۔"[7]

"ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ پیمائش کے ساتھ پیدا کیا ہے۔"[8]

مقَدَر کے مختلف پہلوہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ کا علم (علم اللہ)

یعنی دنیاجہان کائناتوں میں تمام عالمین میں جو بھی کچھ ہے۔روز اول سے روز اخر تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

اللہ کا ارادہ (مشیئت)

لغوی طور پر "مشیئت" عربی میں ارادہ، خواہش، کسی چیز کا ہونا یا نہ ہونا مقرر کرنا کے معنی میں آتا ہے۔ابن فارس کہتے ہیں:

" الشينُ والهمزةُ أصلٌ يدلُّ على طلبِ الشيءِ وإرادتهِ". [9]

ش،ء کے حروف کا اصل معنی کسی چیز کا ارادہ کرنا اور اس کا طلب کرنا ہے۔

اصطلاح میں مشیئتِ الٰہی سے مراد اللہ کی وہ قدرتی ارادہ ہے جو کائنات کی ہر چیز پر حاوی ہے۔قرآن میں آتا ہے:

" وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ". [10]

اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے، مگر وہی جو اللہ چاہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دنیا کا ہر کام سورج نکلنے سے لے کر سورج غروب ہونے اور اس کے بعد تک جو بھی کام جس بھی طریقے سے سرانجام پاتا ہے وہ اللہ کے ارادے اور مرضی سے ہوتا ہے اس لیے قران میں اس بات کو ایسے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کن تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

اللہ کی توفیق

لغوی طور پر "توفیق" کا مطلب کسی کام میں کامیابی عطا کرنا، درست راستے پر ڈالنا، درستگی کے مطابق کام کروانا ہے۔ابن منظور لکھتے ہیں:

" التوفيقُ: الإصلاحُ والتيسيرُ بينَ الشيئينِ حتَّى يجتمعا على الصَّوابِ". [11]

توفیق کا مطلب ہے کسی کام میں اصلاح اور آسانی پیدا کرنا تاکہ وہ درست طریقے پر انجام پائے۔

اصطلاحی طور پر توفیق کا مطلب اللہ کی طرف سے وہ ہدایت اور مدد ہے، جو انسان کو صحیح فیصلے کرنے اور نیک اعمال سرانجام دینے میں مدد دیتی ہے۔امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

" التوفيقُ هو أنْ يجعلَ اللهُ إرادةَ العبدِ موافقةً لما يحبهُ ويرضاهُ". [12]

توفیق یہ ہے کہ اللہ بندے کی خواہش کو اس چیز کے مطابق کردے جو وہ پسند کرتا اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔

کائنات کی تمام تر تخلیقات چرند پرند انسان، جن ہر مخلوق اللہ تعالی کے کنٹرول میں ہے اور وہ جو معاملات وافعال کرنے پہ قادر ہیں وہ تمام تر معاملات کی سر انجام دہی میں اللہ کی مرضی کے تابع ہیں۔

فرمان(قضاء)

دنیا کی تمام تر مخلوقات اللہ تعالی کے فرمان کے تابع ہیں کوئی بھی چیز اس کے فرمان کے دائرے سے نہیں نکل سکتی۔ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک اس دنیا کی ابتداسے لے کے روز قیامت تک ہر ہر وہ بات جو اللہ نے طے کر دی ہر ہر وہ معاملہ جو اللہ نے طے کر دیا کوئی بھی اپنی مرضی سے اس سے باہر نہیں ہو سکتا۔

3. اختیار(Ikhtiyar)

لغوی طور پر "اختیار "کامطلب چننا، پسند کرنا، کسی چیز کا انتخاب کرنا ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

" الاختيارُ مصدرٌ مِنْ اختارَ الشيءَ أي فضَّلهُ وانتقاهُ". 13

اختیار مصدر ہے، جس کا مطلب ہے کسی چیز کو پسند کرنا اور منتخب کرنا۔

اصطلاحی طور پر، اسلامی عقیدے میں اختیار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو محدود دائرے میں ارادہ اور عمل کی آزادی دی ہے، لیکن یہ آزادی بھی اللہ کی تقدیر کے تابع ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

" للعبدِ اختيارٌ ولكنَّهُ لا يخرجُ عنْ مشيئةِ اللهِ وقضائهِ". 14

بندے کو اختیار دیا گیا ہے، لیکن وہ اللہ کی مشیئت اور فیصلے سے باہر نہیں جا سکتا۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کو یہ درجہ اس کے شعور و عقل کی اضافی صلاحیت کی بنا پر دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کو انتخاب یا اختیار کا حق دیا گیا ہے۔

قران میں ارشاد پاک ہے۔

"اور اللہ کوئی بھی جان کو اس کی صلاحیت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"15

"اور کہہ دیجئے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی جانب سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر قائم رہے۔"16

"دین میں کوئی جبر وزور نہیں ہے۔ 17

اختیار کے بھی چند پہلو ہیں جو کہ کسی بھی انتخاب کو اختیار کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

انسانی صلاحیت (استطاعت)

انسانی صلاحیت یا استطاعت چاہے وہ جسمانی ہو مالی ہو یا ذہنی کسی بھی کام کو کرنے کے لیے ضروری ہے اس کے بغیر آپ کسی بھی چیز کا انتخاب اپنی مرضی سے اختیار نہیں کر سکتے۔

انسانی انتخاب (اِختیار)

انسان کا باشعور اور سمجھدار ہونا لازمی ہے تا کہ وہ تمام تر پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے ایک درست انتخاب کو اختیار کر سکے۔

انسانی ذمہ داری (مسئولیت)

اختیار کا ایک پہلو ذمہ داری بھی ہے کہ جب اپ کسی بھی انتخاب کو اپنی مرضی سے اختیار کر لیتے ہیں تو اس کے اچھے اور برے نتائج کے مکمل طور پر ذمہ دار آپ خود ہیں۔

اخلاقی معرفت (تخلیق)

لیکن انسان کو اپنے انتخاب کو اختیار کرنے سے قبل اس بات کا شعوری طور پر یقین کر لینا چاہیے کہ تمام تر پہلوؤں کو دیکھ کر اس انتخاب کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں اپنے تمام شکوک و شبہات کو دور کر لے تا کہ اس کا انتخاب اس کے اور اور اس سے منسلک دوسرے لوگوں کے لیے کسی بھی طرح سے تکلیف کا باعث نہ ہو۔

4. قَدَر اور اِختیار کے درمیان تعلق

قرآن قَدَر اور انسانی معرفت کے درمیان پیچیدہ تعلق پر زور دیتا ہے تا کہ انسان اپنے حالات و واقعات اور قران میں دی گئی ہدایت کو سمجھتے ہوئے اپنے لیے انتخاب کو اختیار کرے۔ قران کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

"پھر ہم تمہیں تمہارے کرتوتوں کا حساب دے دیں گے۔"[18]

ایک اور جگہ فرمایا۔

"کوئی بھی جان نہیں جانتا کہ ان کے لئے چھپا ہوا ہے کیا ان کے کئے کا بدلہ۔"[19]

پھر فرمایا۔

"تو جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی نیک کام کرے گا اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی برا کام کرے گا اسے دیکھے گا۔"[20]

ان آیات کی روشنی میں یہ سبق سامنے آتا ہے کہ ایک مسلمان قران کریم اور سنت نبوی سے معرفت حاصل کرتے ہوئے بہترین انتخاب کرے۔ یعنی اسے توفیق کے درجے میں رکھنا ہو گا۔ نیز اپنے فیصلے کی مکمل ذمہ داری لے اور اس کے اچھے اور برے پہلوؤں کو مکمل طور پر اپنائے۔ یہ مسئولیت کا سبق ہے۔

5. قَدَر اور اِختیار کے درمیان توازن

کسی بھی انتخاب کو اختیار کرنے سے پہلے قران کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے انتخاب کو تلاش کرے جواب نہ ملنے پر اس سے نزدیک ترین انتخاب کو اختیار کرے جو کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیت کے متصادم نہ ہو اورآپ کے حالات وواقعات کے تناظر میں اپ کے حق میں مفید ثابت ہو۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عالمین پر حتمی کنٹرول ہے لیکن لوگوں کی زندگیاں ان کے اپنے اِختیار میں ہیں اور اس نے ہمیں اِختیار دیا ہے- سوچنے، سمجھنے اور اپنی مرضی سے فیصلے کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ وہ ہمیں رہنمائی اور ہدایات دیتا ہے جو ہمیں دکھاتے ہیں کہ وہ ہمیں کیسے زندگی گزارنا چاہتا ہے، لیکن وہ ہمیں یہ فیصلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے کہ ہم اس کی فرمانبرداری کریں گے یا نہیں۔ آذادیٔ اِختیار کا مطلب بیرونی اثرات یا خواہشات کے حدود سے آگے عمل کرنے کی صلاحیت ہے۔ یہ خیال کہ ہر شے کو خالق نے ازل سے متعین کر دیا ہے تقدیر الٰہی ہے۔

اس بات نے صدیوں سے ماہرین الٰہیات اور فلسفیوں کو پریشان کیا ہے۔ ہم کیسے دو متضاد حقائق کو منسلک کر سکتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر مطلق قدرت اور حاکمیت ہے اور ساتھ ہی ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں؟ کیا ہم وہ کرنے پر مجبور ہیں جو ہم کرتے ہیں، یا ہماری انتخاب اصل میں ہمارا ہی انتخاب ہے۔-

_اسلامی مذہبی نقطہ نظر

مختلف اسلامی مکاتب فکر نے قَدَر اور اِختیار کے درمیان تعلق کی وضاحت کی ہے:

1. معتزلہ: انسانی اِختیار اور ذمہ داری پر زور دیا۔

2. اشعری: اللہ کے فرمان اور حاکمیت پر توجہ دی۔

3. ماتریدی: قَدَر اور اِختیار کے درمیان توازن قائم کیا۔

یہ نقطہ نظر اسلامی مذہبی مباحثوں کو تشکیل دیتے رہتے ہیں۔

مسئلہ تقدیر الٰہی جسے تقدیر یا مقدر بھی کہا جاتا ہے، مسلم برادری میں سب سے پہلے فرق وارانہ تقسیم کا باعث بن ا، قدریوں کے درمیان، جو مطلق انسانی اِختیار پر یقین رکھتے تھے (اللہ ہم پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتا) اور جبریت، جو مطلق تعینیت اور تقدیر پر یقین رکھتے تھے (ہم اپنے اعمال اور تقدیر پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتے)۔ ہر گروہ نے ایک انتہائی اور گمراہ کن بات پھیلائی۔ اگر اللہ کا ہم پر کوئی کنٹرول نہیں ہے تو پھر نماز میں اللہ کو کیوں پکارتے ہیں؟ اور اگر ہم اپنے اعمال اور تقدیر پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتے تو پھر کوئی بھی

نیک عمل کیوں کرتے ہیں؟ یہ مسئلہ نہ صرف ابتدائی اسلامی تاریخ میں ایک اہم تنازعہ تھا، بلکہ یہ مذہبی اور نفسیاتی حوالے سے بھی ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ کیونکہ اس تصور میں کائنات کے نظام، زندگی کا آغاز، انسانی آزادی، اور خوشی کے لیے مضمرات تھے۔ یقیناً، تقدیر کے بارے میں ہماری سمجھ دنیا کے بارے میں ہماری نظر اور، شاید زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس میں ہمارا رویہ، دونوں میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ اس مسئلے سے پیدا ہونے والے کثیر فلسفیانہ مسائل نے بہت سے لوگوں کو، جن میں مسلمان بھی شامل ہیں، اپنے ایمان کے حوالے سے شک کرنے پر مجبور کیا ہے۔ تو پھر اسلام کیسے اس معمے کا حل پیش کرتا ہے؟

اللہ کی حاکمیت اور انسان کی ذمہ داری دونوں کو برقرار رکھتے ہوئے قرآن اور سنت دونوں تاریخی انتہاؤں کے درمیان ایک درمیانے راستے پر چلتے ہیں۔ محض منطقی حیثیت سے، یہ دو پہلو ایک دوسرے کے متضاد نظر آتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا ہے کہ اللہ وقت اور خلا سے باہر موجود ہے، کائناتی پردے سے آگے غیر فانی عالم میں موجود ہے۔ اس کے برعکس، انسان وقت اور خلا کے سانچے کے اندر ہی حقیقتوں کو سمجھ سکتا ہے۔ تقدیر الٰہی وقت اور خلا سے باہر موجود ایک حقیقت ہے، جس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی محدود منطقی صلاحیتوں کے ساتھ اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے، اللہ نے زبان کے ذرائع کے ذریعے تقدیر کی حقیقت کو بیان کیا -خاص طور پر ایسے استعارات استعمال کئے گئے جو قرآنی علوم میں معنی کو سمجھنے میں مددگار ہیں۔

یہ تین تصور قلم، لوح محفوظ اور نامئہ اعمال یا فرشتوں کے دفتر ہیں۔ یہ استعارہ تقدیر کی فطرت کو بیان کرتی ہیں کہ اللہ ازل سے متعین کی گئی ہر شے پر مکمل کنٹرول رکھتا ہے اور بعد میں اسے ختم کر دیتا ہے۔ یہ تصور نہ تو کہانی ہیں اور نہ ہی محض استعارہ ہیں۔ اس کے برعکس، یہ کائنات میں گہرے راز ہیں اور خود اپنی حقیقت ہیں۔ جدھر ہر شے ازل سے متعین ہو چکی ہے، اللہ کو یہ قدرت ہے کہ وہ ہماری انتخاب کے مطابق تقدیر بدل سکتا ہے۔ ہم اپنے اعمال کے لیے اخلاقی طور پر ذمہ دار ہیں اور ہماری آزادی اختیار ہماری ابدی تقدیر کا تعین کرنے کے لیے ایک حد تک کنٹرول رکھتی ہے، جو اللہ کی حاکمیت کے تحت ہے۔ یہ تصورات اسلامی فلسفے میں تقدیر اور اِختیار کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے اہم ہیں۔ وہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد کرتے ہیں کہ اللہ کی حاکمیت اور انسانی اِختیار کیسے باہم متصل ہیں۔

6. فلسفہ قدر واختیار اور قران

قَدَر

" کوئی بھی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں آتی اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا، وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے "[21]

"زمین پر یا اپنے اندر کوئی بھی مصیبت نہیں آتی مگر یہ کہ ہم اسے پہلے سے لکھ چکے ہیں، یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ "[22]

۔"ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ پیمائش کے ساتھ پیدا کیا ہے۔"[23]

۔"اور جو کوئی اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جو کوئی گمراہ کرتا ہے وہی نقصان اٹھاتے ہیں۔،"[24]

"اور اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب پر قدرت رکھتا ہے۔"[25]

"اور تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے چنتا ہے۔[26]

۔"اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔"[27]

"کہہ دیجئے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنی دیر تک رہے اور اس کے لئے آسمانوں اور زمین کا غیب ہے۔[28]

اختیار

"اللہ کسی کو برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"[29]

"اور کہہ دیجئے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی جانب سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر قائم رہے۔[30]

"دین میں کوئی جبر وزبردستی نہیں ہے۔-"[31]

"اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔"[32]

"اور کہہ دیجئے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی جانب سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر قائم رہے۔[33]

"دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔"[34]

"یہ اللہ کے بندوں کے لئے نصیحت ہے، جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کے راستے پر چلتے ہیں۔"[35]

"اور میرے نیک بندے اسے وارث ہوں گے۔"[36]

اِختیار اور قدر کے درمیان قرآنی تعلق

"پھر ہم تمہیں تمہارے کرتوتوں کا حساب دے دیں گے۔"[37]

"کوئی بھی جان نہیں جانتا کہ ان کے لئے چھپا ہوا ہے کیا ان کے کئے کا بدلہ۔"[38]

"یہ اللہ کے بندوں کے لئے نصیحت ہے، جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کے راستے پر چلتے ہیں۔"[39]

انسانی ذمہ داری

"تو جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی نیک کام کرے گا اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی برا کام کرے گا اسے دیکھے گا۔"[40]

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی مدد کرے گا، وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گا۔"[41]

"اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے تاکہ ہر جان کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے۔[42]

"توجو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی نیک کام کرے گا اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی برا کام کرے گا اسے دیکھے گا۔"[43]

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی مدد کرے گا، وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گا۔"[44]

"اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے تاکہ ہر جان کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے۔"[45]

7. قرآنی فلسفہ قَدَر اور اِختیار کا تجزیہ

قَدَر(Qadar)

اللہ کا تمام واقعات، ماضی، حال، اور مستقبل پر علم اور کنٹرول۔ تعریف

اس کے قرآنی شواہد درج ذیل ہیں:

" کوئی بھی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں آتی۔"[46]

" زمین پر یا اپنے اندر کوئی بھی مصیبت نہیں آتی مگر یہ کہ ہم اسے پہلے سے لکھ چکے ہیں۔"[47]

"ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ پیمائش کے ساتھ پیدا کیا ہے۔"[48]

اِختیار(Ikhtiyar)

انسانی انتخاب کرنے اور اس پر عمل کرنے کی صلاحیت۔ تعریف؛

اس کے قرآنی شواہد درج ذیل ہیں:

"اور اللہ کوئی بھی جان کو اس کی صلاحیت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"[49]

"اور کہہ دیجئے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی جانب سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر قائم رہے۔"[50]

" جبر نہیں دین میں کوئی نہیں ہے۔[51]"

قَدَر اور اِختیار کے درمیان تعلق

قرآنی شواہد

" پھر ہم تمہیں تمہارے کرتوتوں کا حساب دے دیں گے۔"[52]

"کوئی بھی جان نہیں جانتا کہ ان کے لئے چھپا ہوا ہے کیا ان کے کئے کا بدلہ۔[53]"

"توجو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی نیک کام کرے گا اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھی برا کام کرے گا اسے دیکھے گا۔"[54]

قرآن نے قَدَر اور اِختیار دونوں پر زور دیا ہے، جو اللہ کے فرمان اور انسانی معرفت کے درمیان پیچیدہ تعلق کو واضح کرتا ہے۔

قدَر سے مراد اللہ کا علم ہے، جبکہ اِختیار انسان کو انتخاب کرنے کی صلاحیت دیتا ہے۔

انسانی اعمال اللہ کے فرمان کے تحت ہوتے ہیں، لیکن افراد اپنے انتخاب کے لئے ذمہ دار ہیں۔ قرآن ایمان، نیک کاموں، اور ذمہ داری کی اہمیت پر زور دیتا ہے انسان کو اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے نیک کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔۔ قدَر اور اِختیار کے درمیان تعلق پیچیدہ اور نازک ہے۔ اسلامی اسکالرز نے قدَر اور اِختیار کے درمیان توازن پر بحث کی ہے، اختیار اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے انسانی ذمہ داری پر زور دیا گیا ہے کچھ انسانی معرفت پر زور دیتے ہیں اور کچھ اللہ کے فرمان پر زور دیتے ہیں۔

8. قران کے فلسفہ قدرواختیار کی اہمیت واثرات اور ان پر توجہ کی ضرورت

قدَر اور اِختیار کی انسانی زندگی پر اہم اثرات ہیں، جو وجود، اخلاق، اور روحانیت کے مختلف پہلوؤں کو چھوتے ہیں۔

قدَر کی اہمیت

الوہی رہنمائی میں اللہ کے منصوبے پر بھروسہ انسان کو سکون فراہم کرتا ہے۔اللہ کے سامنے تسلیم اللہ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم کرنے کی ترغیب دیتی ہے یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ اللہ کے انصاف حکمت کو پہچانے اس سے انسان میں عاجزی پیدا ہوتی ہے جو کہ اپنی حدود کو تسلیم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ قبولیت کا عنصر انسان میں زندگی کے چیلنجز اور نتائج کو قبول کرنے میں مدد کرتا ہے۔.

اِختیار کی اہمیت

اخلاقی ذمہ داری افراد کو اپنے انتخاب کے لیے جواب دہ ٹھہراتی ہیں خود سے بہتری اور خداگاہی کی ترغیب دیتی ہے ذاتی نشونما پر توجہ دیتی ہے فیصلہ سازی اور جواب دہی کی تعلیم دیتی ہے فیصلہ سازی اور جواب دہی کی تعلیم دیتی ہے انسانی اخلاقی معرفت سے انسان وقار کی بلندیوں پر پہنچتاہے۔ ذاتی ترقی اور تکمیل کی ترغیب دیتی ہے۔

قدَر اور اِختیار کے درمیان تعلق

اللہ کی رہنمائی اور انسانی معرفت کو تسلیم کرتا ہے۔اللہ سے رہنمائی اور رحمت کی امید اخلاقی جدوجہد میں کامیابی حاصل ہوتی ہے روحانی طور پر نموپاتا ہے اللہ پر بھروسہ امید اور ناامیدی سے نکال کر اپ کی کشتی کو پار لگادیتا ہے۔.

انسانی زندگی پر اثرات

قدر سے زندگی میں توازن قائم ہوتا ہے انسانی نیک اور برے کی صلاحیت کو تسلیم کرتا ہے خود آگاہی اور اللہ کی طلب کی ترغیب دیتی ہے۔

انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ زندگی کے مقصد اور معنی کو سمجھ سکے۔اپنے اعمال اور نتائج کی ذمہ داری قبول کر سکے۔ رب کی رہنمائی کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلے کر سکے۔ربانی قدروں کی رہنمائی میں اخلاقی اصول اپنا کر اللہ کے ساتھ گہرا تعلق قائم کر سکے۔

اختیار کو تسلیم کر کے ڈپریشن میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ذاتی نمو کی ترغیب ملتی ہے ۔اختیار کو سمجھنا خود آگاہی کو فروغ دیتا ہے۔اللہ کے فرمان پر بھروسہ کر کے تشویش کو کم کر سکتا ہے امید اور ناامیدی کے درمیان توازن قائم کر کے صبر کی ترغیب دیتی ہے۔

9. قرآنی فلسفہ قدَر اور اِختیار پر توجہ دینے کی ضرورت

- روحانی سکون کے لیے اللہ کی حاکمیت اور حکمت کی سمجھ ہونا ضروری ہے۔ انسانی حدود اور اللہ پہ انحصار کی پہچان،اللہ کے فرمان پہ بھروسہ اور اس کی تقلید، تسلیم کے ساتھ۔زندگی کے تمام تر فیصلوں میں ہدایت اور حکمت کا ملنا۔اور روحانی نمو اور خود آگاہی اس کی بڑی روحانی وجوہات ہیں۔
- نفسیاتی وجوہات میں چند مندرجہ زیل ہیں۔اللہ کے فرمان پر بھروسہ کر کے تشویش اور تناؤ میں کمی اسکتی ہے ذاتی ذمہ داری اور جواب دہی کی ترغیب ہوتی ہے۔خود آگاہی اور اندرونی جہت،مزاحمت اور صبر کی ترغیب ملتی ہے۔اندرونی سکون اور قناعت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- اخلاقی وجوہات مندرجہ زیل ہیں۔اخلاقی ذمہ داری اور جواب دہی کی پہچان ہوتی ہے ۔اخلاقی فیصلوں اور اعمال کی ترغیب ملتی ہے۔دوسروں کے لئے ہم دردی اور شفقت کی جذبات پنپتے ہیں۔اخلاقی نمو اور خود سے بہتری کی سوچ ابھرتی ہے۔
- عملی میدان میں زندگی کے فیصلوں اور انتخاب میں رہنمائی ہوتی ہے۔ذاتی ہدف ترتیب اور منصوبہ بندی میں رہنمائی کا ملنا، تعلقات اور مواصلات میں بہتری،ذاتی نمو اور خود سے بہتری کی سوچ اور زندگی کے مقصد اور ہدف کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔ذاتی اور سماجی انصاف کا شعور پیدا ہوتا ہے۔

10. قدَر اور اِختیار کو نظر انداز کرنے کے اثرات

1. زندگی کے مقصد کے بارے میں ابہام اور عدم یقین پیدا ہو گا۔
2. افراد میں ذمہ داری اور اخلاقی جواب دہی کے شعور کی کمی۔
3. مستقبل کے بارے تشویش اور تناؤ میں اضافہ۔
4. خود اعتمادی کے فقدان کے باعث فیصلوں اور انتخاب میں کمی۔

5. روحانی جمود اور الگ تھلگ ہونا اور بے شمار نفسیاتی اور جسمانی مسائل کا شکار ہو جانا۔

11. قَدَر اور اِختیار کی سمجھ کے فوائد

زندگی کے مقصد اور معنی کی وضاحت ہوتی ہے اخلاقی ذمہ داری اور احساس جوابدہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ بہتر فیصلوں اور انتخاب کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ روحانی نمو، اندرونی سکون اور قناعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایمان قَدَر اور اِختیار میں رکھنا کئی فوائد سے بھرپور ہے:

روحانی ترقی

اللہ کے منصوبے پر بھروسہ کرنا اور اللہ کی حاکمیت اور حکمت کو تسلیم کرنا ہی روحانیت کا راستہ ہے۔ الوہی فرمان کی تسلیم سے زندگی کے مشکلات کو صبر سے قبول کرنا آجاتا ہے۔ اندرونی سکون ہمیں اللہ کی انصاف اور رحمت پر یقین رکھنا سکھاتا ہے۔ روحانی ترقی دراصل اخلاقی ذمہ داری کے ذریعے خود کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ اس میں اللہ کے ساتھ قربت کے لیئے نماز، تفکر، اور تسلیم کے ذریعے کوشش کی جاتی ہے۔

نفسیاتی ترقی

ان کو سمجھنے سے انسان میں ترغیب کی روش بیدار ہوتی ہے۔ اِختیار کو تسلیم کرنے سے ذاتی ترقی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ خود آگاہی نصیب ہوتی ہے قَدَر اور اِختیار کو سمجھنے سے خود کی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔ مزاحمت کا مادہ پیدا ہوتا ہے امید اور ناامیدی کے درمیان توازن سے صبر کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ جذباتی استحکام کی سیکھ ملتی ہے اور زندگی کی غیر یقینیوں کو ایمان کے ساتھ قبول کرنا آجاتا ہے۔

اخلاقی ترقی

قدر و اختیار کو ماننے سے اخلاقی ذمہ داری کا احساس ابھرنا شروع ہوتا ہے اور اپنے انتخاب کی ذمہ داری کو تسلیم کرنا آجاتا ہے۔ اخلاقی فیصلے کی تشکیل میں الوہی اقدار کی رہنمائی میں فیصلے کرنا بھی اسی کا ایک مظہر ہے۔ اسی اخلاقی ترقی کے سبب ہمدردی اور شفقت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انسانی جدوجہد کو سمجھنا بھی سہل ہو جاتا ہے۔ ذاتی اچھائی کا شعور اور اعمال کو الوہی اصولوں کے مطابق بنانا اس کا ایک اور اہم پہلو ہے۔ یہی اخلاقی ترقی سماجی انصاف میں عدل اور مساوات کو فروغ دینے میں مدد دیتی ہے۔

عملی ترقی

انسانی زندگی میں عملی ترقی ایک اہم پہلو ہے، جو نہ صرف اس کے انفرادی کردار کو نکھارتی ہے بلکہ معاشرتی بہتری میں بھی معاون

ثابت ہوتی ہے۔ عملی ترقی کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ انسان اپنی زندگی کے مقصد کو واضح کرے اور اللہ کے منصوبے کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ جب کوئی فرد اس حقیقت کو جان لیتا ہے کہ اس کی زندگی کسی اعلیٰ مقصد کے تحت تخلیق کی گئی ہے، تو وہ اپنے فیصلے بہتر طور پر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ مؤثر فیصلے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اختیار اور اللہ کی رہنمائی کو مد نظر رکھے اور ان کی روشنی میں اپنی زندگی کی سمت متعین کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ذاتی ترقی بھی ایک لازمی عنصر ہے، کیونکہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں میں بہتری لانے اور خود کو مثبت انداز میں بدلنے کی کوشش کرے۔

بہتر زندگی گزارنے کے لیے اچھے تعلقات قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور افہام و تفہیم پیدا کرنا اہم ہے، تاکہ باہمی تعلقات میں استحکام پیدا ہو۔ اسی طرح، زندگی کے مسائل اور مشکلات میں اللہ کی اندرونی رہنمائی کو تلاش کرنا بھی ایک دانشمندانہ رویہ ہے، کیونکہ یہی طرزِ عمل حقیقی سکون اور ذہنی سکون کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

قرآنی تعلیمات میں قدر و اختیار کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، اور ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے ایک مومن اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ جب کوئی شخص اللہ کے منصوبے پر بھروسہ کرتا ہے، تو اسے ذہنی و روحانی سکون نصیب ہوتا ہے۔ اللہ کے فرمان کو تسلیم کرنے میں جو خوشی ملتی ہے، وہ دنیا کی کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

ایمان اور اطاعت کی نشانیوں میں بخشش ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ جو شخص اللہ کی مرضی پر راضی ہوتا ہے، وہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتا ہے اور ان کی معافی طلب کرتا ہے۔ اسی طرح، ایمان رکھنے والے کے لیے ابدیت کی خوشی یہ ہے کہ وہ آخرت میں اللہ سے ملاقات کے شرف سے بہرہ مند ہو گا۔

قدر اور اِختیار میں ایمان رکھنے والوں کی دو خصوصیات

قرآنی تعلیمات کے مطابق، وہ لوگ جو قدر و اختیار پر پختہ ایمان رکھتے ہیں، ان میں دو نمایاں صفات پائی جاتی ہیں: صبر اور عاجزی۔

صبر – ایک سچا مومن مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ کے منصوبے پر بھروسہ کرتا ہے اور ہر آزمائش میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

عاجزی – عاجزی اختیار کرنا اللہ کی الوہی حاکمیت کو تسلیم کرنے کی علامت ہے، جو انسان کو غرور اور تکبر سے محفوظ رکھتی ہے۔

12. قدر و اختیار کے فروغ کے لیئے اقدامات

قدر و اختیار کے بارے میں صحیح سمجھ اور یقین کو فروغ دینے کے لیے مختلف تعلیمی، سماجی اور ذاتی ترقی کے اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔

تعلیمی اقدامات

تعلیم کے ذریعے ان نظریات کو پختہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ:

- قرآن کی متعلقہ آیات کا مطالعہ کیا جائے اور انہیں دوسروں کے ساتھ شیئر کیا جائے، جیسے سورۃ الفاطر (35:2-3) اور سورۃ الکہف (18:29)۔
- حدیثِ مبارکہ کو بیان کیا جائے جو قدر و اختیار کی وضاحت کرتی ہیں، جیسے بخاری اور مسلم میں مذکور احادیث۔
- قابل اعتماد اسلامی اسکالرز کی رہنمائی حاصل کی جائے اور ان کے کاموں سے استفادہ کیا جائے۔
- تعلیمی پروگرامز اور آن لائن ویبینار کا انعقاد کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس فلسفے کو سمجھ سکیں۔

سماجی اقدامات

معاشرتی سطح پر بھی قدر و اختیار کے فلسفے کو عام کیا جا سکتا ہے، جیسے کہ:

- مختلف طبقات کے افراد کے ساتھ احترام پر مبنی مباحثے منعقد کیے جائیں۔
- قدر و اختیار کے بارے میں ذاتی تجربات اور کہانیاں دوسروں کے ساتھ شیئر کی جائیں۔
- ان لوگوں کے لیے سپورٹ گروپس قائم کیے جائیں جو اس موضوع سے متعلق مسائل کا سامنا کر رہے ہوں۔
- لوگوں کو معلوماتی رہنماؤں (Mentors) کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ وہ اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر سکیں۔
- سوشل میڈیا اور دیگر پلیٹ فارمز پر معلوماتی مواد شیئر کیا جائے تاکہ عام افراد بھی اس نظریے کو سمجھ سکیں۔

ذاتی ترقی کے اقدامات

افراد میں **قدر و اختیار** کے شعور کو بیدار کرنے کے لیے چند ذاتی اقدامات درج ذیل ہیں:

- خود آگاہی: ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے تجربات پر غور کرے اور ان سے سیکھے۔
- ڈائری لکھنا: قدر و اختیار سے متعلق خیالات، جذبات اور تجربات کو تحریر کیا جائے۔
- نماز اور دعا: خلوص کے ساتھ نماز ادا کی جائے اور اللہ سے رہنمائی طلب کی جائے۔
- اللہ کی موجودگی کا شعور: ہر کام میں اللہ کی قدرت کا احساس رکھا جائے۔
- شکر گزاری: نعمتوں اور چیلنجوں پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

نتائج

1. قرآنی فلسفہ قدر و اختیار کو سمجھنے کے نتیجے میں فرد اور معاشرے میں درج ذیل مثبت تبدیلیاں آسکتی ہیں:
اس فلسفے کی سمجھ اور آگاہی میں اضافہ ہو گا۔
2. افراد کی ذہنی اور جذباتی صحت میں بہتری آئے گی۔
3. لوگ اللہ کے فیصلوں سے بہتر طور پر آگاہ ہو سکیں گے۔
4. ہر فرد کو اپنی زندگی کے مقصد اور ہدف کا شعور حاصل ہو گا۔
5. روحانی نشو و نما میں اضافہ ہو گا اور اللہ سے قربت بڑھے گی۔
6. ایمان میں مضبوطی اور یقین کی کیفیت پیدا ہو گی۔
7. لچکدار اور پر سکون افراد ایک بہتر معاشرے کی تشکیل میں معاون ثابت ہوں گے۔
8. باہمی تعلقات میں بہتری آئے گی اور بھائی چارے کو فروغ ملے گا۔
9. لوگ زیادہ اخلاقی اور ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کریں گے۔
10. اللہ کی حکمت کو سمجھنے سے معاشرے کے افراد کو نفسیاتی سکون ملے گا اور ایک صحت مند سماج وجود میں آئے گا۔
11. قرآنی فلسفہ قدر و اختیار نہ صرف ایک عقیدہ ہے بلکہ ایک مکمل طرز زندگی ہے۔ اس پر ایمان رکھنے والا شخص اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور ہر حالت میں صبر اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔ اگر اس فلسفے کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اپنایا جائے، تو یہ ایک مثبت، پُر سکون، اور متوازن زندگی گزارنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] القرآن،3:87

[2] القرآن،42:12

[3] القرآن،36:33

[4] ابن فارس، أحمد . معجم مقاییس اللغة .ج5، دار الفکر، 1979، ص11

[5] طحاوی، أحمد بن محمد .العقیدة الطحاوية .دار المعارف،1997،ص38

[6] القرآن،2:35

[7] القرآن،22:57

[8] القرآن،49:54

[9] ابن فارس، أحمد . معجم مقاییس اللغة .ج3،دار الفکر،1979،ص164

[10] القرآن،29:81

[11] ابن منظور، محمد بن مکرم .لسان العرب .ج10،دار صادر،1993،ص46

[12] راغب اصفہانی،الحسین بن محمد .المفردات في غريب القرآن .دار القلم،2002،ص560

[13] ابن منظور، محمد بن مکرم .لسان العرب .ج4،دار صادر،1993،ص340

[14] ابن تیمیہ، أحمد بن عبدالحلیم . مجموع الفتاوی .ج8،دار الوفاء،2005،ص346

[15] القرآن،286:2

[16] القرآن،29:18

[17] القرآن،5:51

[18] القرآن،44:30

[19] القرآن،7-5:82

[20] القرآن،8-7:99

[21] القرآن،11:64

[22] القرآن،22:57

[23] القرآن،49:54

[24] القرآن،178:7

[25] القرآن،10:22

[26] القرآن،68:28

[27] القرآن،2:25

[28] القرآن،26:45

[29] القرآن،286:2

[30] القرآن،29:18

[31] القرآن،5:51۔6

[32] القرآن،2:26–27

[33] القرآن،18:29

[34] القرآن،5:51۔6

[35] القرآن،81:27

[36] القرآن،73:10

[37] القرآن،30:44

[38] القرآن،82:5

[39] القرآن،81:27

[40] القرآن،99:7

[41] القرآن،4:85

[42] القرآن،45:22

[43] القرآن،99:7۔8

[44] القرآن،4:85

[45] القرآن،45:22

[46] القرآن،35:2۔3

[47] القرآن،57:22

[48] القرآن،54:49

[49] القرآن،2:286

[50] القرآن،18:29

[51] القرآن،51:5

[52] القرآن،30:44

[53] القرآن،82:5۔7

[54] القرآن،99:7۔8